به نام خداوند بخشنده مهربان

In the Name of Allah, the Compassionate the Merciful

Al-Mustafa International
Translation and Publication Center

اسلامی اور مغربی فلسفہ

علی دژاکام

مترجم
ذوالفقار حیدر

حرف ناشر

انقلاب اسلامی کی عظیم کامیابی اور ارتباطات کے عالمی سطح پر وسعت پانے سے مسلمان دانشمندوں کو انسانی علوم کے شعبہ سے متعلق سوالات اور نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہے جو عصر حاضر میں حکومت سنبھالنے کی سنگین ذمہ داری کی بنا پر پیش آئے ہیں -ایسا دور کہ جس میں ملکوں کو ادارہ کرنے میں تمام پہلوؤں میں دین و سنت کی پابندی ایک بہت بڑا چیلنج ہے -اسی بنا پر دین کے شعبہ میں عالمی معیاروں اور خالص و عمیق افکار و نظریات کے روز آمد ، منظّم ، عملی طور پر مفید اور جامع و عمیق مطالعہ اور تحقیق کی ضرورت ہے- نیز دین کے شعبہ میں تحقیقات انجام دینے والے محققین کی تربیت اور انہیں فکری انحراف سے محفوظ رکھنا اس شجرہ طیبہ کے معماروں بالخصوص رہبر کبیر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور رہبر معظم انقلاب اسلامی مُدّ ظلّہ کے نزدیک انتہائی اہمیت کا حامل ہے-

مغربی تہذیب و ثقافت کا سوشل میڈیا اور ارتباطات کے میدان میں عالمی سطح پر وسعت پانا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس موضوع سے لگاؤ رکھنے والے افراد اور محققین کو چاہیئے کہ وہ بلند افکار اور اعلیٰ اقدار سے آشنائی پیدا کریں اور یہ اہم ذمہ داری مختلف تخصصی شعبوں کے ایجاد کرنے ، جدید علمی متون تولید کرنے ، علوم کے دائرہ کو وسیع کرنے اور طلاب کی منظّم تعلیم و تربیت کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے - یہ سلسلہ کبھی بنیادی مباحث کے انجام دینے اور تخصصی متون تدوین کرنے سے اور کبھی علمی مسائل کو زیر قلم لانے سے حاصل ہوتا ہے-

تعلیمی مراکز ایک منظّم ، قانونی اور جدید تعلیمی نظام کے سایہ میں ہی رشد و ترقی کر سکتے ہیں- درسی نصاب اور تعلیم و تحقیق کے طریقہ کار پر نظر ثانی اور انہیں جدید ٹیکنالوجی سے لیس کرنا علمی و تحقیقاتی مراکز کی ترقی کا باعث بنتا ہے-

جامعۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ العالمیۃ کی ایک تعلیمی ادارہ ہونے کے ناطے اہم ذمہ داری غیر ایرانی طلاب کی تعلیم و تربیت ہے، جس کے لیے اس ادارہ کی ایک اہم کوشش کا عنوان، مناسب درسی نصاب تالیف کرنا ہے- دینی علوم میں مختلف موضوعات پر درسی نصاب کی تدوین اور اشاعت اسی سلسلے کی کڑی ہے-

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ بین الاقوامی ادارہ برائے ترجمہ و نشر

فہرست

پیشگفتار ____ ۷

مقدمہ ____ ۱۱

تمہید ____ ۱۳

پہلی فصل: فلسفہ اسلامی ____ ۱۷

فلسفہ کی تعریف ____ ۱۷

فلسفہ علمی ____ ۱۸

فلسفہ نقّادی ____ ۱۹

فلسفہ اسلامی کے مختلف مکاتب ____ ۲۰

فلسفہ اسلامی کے مسائل ____ ۲۳

یونان زدگی کے مقابلے میں اسلامی فلسفہ کا دفاع ____ ۲۴

فلسفہ کو عملی طور پر مفید بنانا ____ ۲۵

دوسری فصل: فلسفہ کا دوسرے علوم سے رابطہ ____ ۲۷

دین اور فلسفے کا رابطہ ____ ۲۷

علم کلام اور فلسفہ کا رابطہ ____ ۲۸

عرفان اور فلسفہ کا رابطہ ____ ۲۹

تیسری فصل: مغربی مادی فلسفے پر انتقادات ____ ۳۳

منفعت گرائی ____ ۳۹

عاطفہ گرائی ____ ۴۱

سقراطی اخلاق ۴۲
اعمال کے اخلاقی ہونے کا اہم معیار اور ضابطہ ۴۳
مارکسزم کا اخلاق ۴۵
فلسفہ تاریخ ۴۶
مارکس کے مبانی پر نقد ۴۸
فلسفہ حقوق ۵۲
فلسفہ تعلیم و تربیت ۵۵
پادریوں اور مغربی فلسفے کے اللہ تعالی کے متعلق ناقص مفاہیم ۵۷
استاد شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کی فلسفی روش ۶۱
۱۔ فلسفی مسائل کی تاریخی سیر پر توجہ ۶۱
۲۔ تطبیقی تحقیق کا طریقہ (مقائسہ) ۶۲
۳۔ وضاحت اور تبیین ۶۳
مزید مطالعہ کیلئے آثار ۶۴
کتابنامہ ۶۵

پیشگفتار

عہد حاضر کے حقیقت طلب اور تشنہ علم نوجوان، اپنے دینی معتقدات و تعلیمات کے متعلق گہری آشنائی حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ فکری، ثقافتی اور معاشرتی مسائل و موضوعات کے بارے میں گہری نظر کے حامل ہو سکیں۔ لہٰذا وہ مختلف کتب کے مطالعہ میں مصروف ہیں لیکن یہ تشنگیِ علم انہیں بیشتر و بہتر علم و آگہی کی دعوت دیتی ہے تاکہ وہ اصل اور بنیادی افکار کے سہارے اپنی فکر کی تعمیر کر سکیں۔

اسلامی مکتوبات کے درمیان علّامہ شہید مرتضیٰ مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے علمی آثار، ایک جامع، معتدل، صحیح، عقلی اور مستحکم مجموعہ کے بطور موجودہ اور آئندہ نوجوان نسل کے لئے معتبر راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اصلیت، تخلیق، انصاف، استحکام، قلم کی رسائی، عبارت کی روانی، عصری ضرورتوں کا خیال، منظّم فکری نظام کا تعارف، انصاف پسندانہ تنقید، حاصل شدہ نتائج و نظریات کا مستحکم دفاع، وہ خصوصیات ہیں جن کے بموجب علّامہ شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو جلا ملی ہے اور دوام عطا ہوا ہے۔ ان خصوصیات کے سبب، نوجوان نسل اور علمی حلقہ پر ان کے علمی مکتوبات اور افکار و نظریات سے آشنائی نیز ان کی علمی میراث کی حفاظت لازمی قرار پاتی ہے۔

"کانون اندیشہ جوان" نے جدید نسل کی دلچسپی کے پیش نظر اور شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات سے انہیں روشناس کرانے کی غرض سے "چلچراغ حکمت" نامی مجموعہ کتب کی اشاعت کی ہے جس کی بنیاد شہید مرتضیٰ مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مطبوعہ آثار ہیں۔

اس مجموعہ کتب میں کوشش کی گئی ہے:

۱. ہر کتاب ایک خاص موضوع کے سلسلہ میں ہو۔

۲. معیار، "بہتر" کا انتخاب ہو۔ شہید مرتضیٰ مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کو ان کی تمام مطبوعہ کتب اور ڈائریوں سے اخذ کرتے ہوئے موضوعاتی شکل میں خلاصۃً پیش کیا جائے۔

۳. مؤلف کا تصرّف، تالیف، اقتباس، خلاصہ اور تنظیم و ترتیب کی حد تک ایک جدید پیرائے اور جاذب فصول کی صورت میں ہو۔

۴. شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب کا خیال اور امانت کی رعایت، ہر کتاب کی ترتیب کا معیار ہو۔

۵. مجموعہ ہذا کے اعتبار کی خاطر تمام مطالب و مضامین کو شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ آثار سے مستند کیا جائے۔

۶. مؤلف کی ذاتی وضاحتوں کو اصل عبارت سے الگ، مقدمہ یا اصل کلام کے بعد مرقوم کیا جائے۔

"چلچراغ حکمت" افکار شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے سرسبز باغ تک پہنچانے کے لئے محض ایک پُل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نوجوان قارئین اور طلّاب اس مجموعہ کتب کے مطالعہ کے بعد خود کو شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے بے نیاز نہیں سمجھیں گے بلکہ دوسرے مرحلہ میں ان کی کتب کے مطالعہ کی طرف راغب و مانوس ہوں گے۔

اس مجموعہ کے عناوین و فصول کی ترتیب میں چلچراغ حکمت کے علمی گروہ کے اعضاء منجملہ: جناب عبد الحسین خسرو پناہ، جناب حمید رضا شاکرین، جناب محمد علی داعی نژاد، جناب علی ذو علم محمد باقر پور امینی (علمی زعیم) کی پیہم نگرانی نیز مدیر انتظامات جناب عباس رضوانی نسب اور ان کے معاونین جناب رضا مصطفوی (ایڈیٹر) اور جناب میکائیل نوری کی مساعی جمیلہ کے ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

چلچراغ حکمت کے سلسلہ کی اس کتاب کا موضوع "اسلامی اور مغربی فلسفہ"

ہے، جو جناب عبد الحسین خسرو پناہ صاحب کے زیر نگرانی جناب علی دژکام صاحب کی مساعی جمیلہ سے معرض وجود میں آسکی ہے۔

ہم اس مجموعہ کی ترتیب و تنظیم میں تعاون کرنے والے تمام افراد کے شکر گزار ہیں اور قارئین کی تجاویز اور تبصروں کا استقبال کرتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ مجموعہ کتب جدید نسل کی علم افزائی، فکرسازی اور شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے پاکیزہ افکار و نظریات سے ان کی انسیت و آشنائی میں راہگشا ثابت ہوگا۔

مقدمہ

عالم اسلام میں ہمیشہ سے قرآن و اہلبیت علیہم السلام کی بے نظیر تعلیمات کے سایہ میں عظیم ہستیوں نے تربیت پائی جنہوں نے اپنے علم و عمل اور فکر و معرفت کے ذریعہ تشنگان اسلام ناب محمدی کو سیراب کیا جو زمانے کے اعتبار سے کسی بھی صدی میں ہی کیوں نہ گزر بسر کرتے ہوں، لیکن اپنی فکر و معرفت کی وجہ سے وہ ہمیشہ زمانے سے آگے رہے اور ہر دور کی نسل کو اپنے بلند افکار سے آراستہ کرتے رہے، وہ ہمیشہ زندرہ و جاوید ہیں کیونکہ ان کی فکر و عمل زندہ و جاوید ہے انہی ہستیوں میں سے بیسویں صدی عیسوی کے عظیم مفکر اسلام آیت اللہ شہید مرتضی مطہری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی ہے جن کی فکر و عمل، فہم و درایت، کوشش وجدوجہد کا ثانی نہیں ہے، جنہوں نے دین اسلام کے ہر مسئلہ کو باریک بینی سے دیکھا، مختلف فراموش شدہ امور کو پھر سے احیا کیا، آج چار دہائیوں کے بعد بھی ان کے افکار میں وہ تر و تازگی پائی جاتی ہے جس سے دور حاضر ہی نہیں بلکہ ہر دور کی فرسودہ اور شبہات میں گھری نسل کی ناکام تشنگی دور ہوتی رہی، آپ نے اسلام کا نظام اس طرح سے پیش کیا کہ زندگی سے جڑے کسی بھی ظاہری اور روحانی امر کو دینی دستور کے پیرائے میں نکھارا۔ آپ کی فکری اور علمی خدمات اور بلند افکار کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ بانی انقلاب اسلامی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے جگر کا ٹکڑا بتایا، آپ کی شہادت پر گریہ کیا اور آپ کے بلند افکار کی ترویج کے لئے ہر عام و خاص کو راغب کیا ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے امام راحل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ ان ستاروں میں سے ایک ہے جو عمل کو ایمان، اخلاق کو عرفان، برہان کو قرآن اور علم کو حکمت (سے جوڑتے تھے) اپنی شہادت سے سماج کی ہدایت کی اور تاریکیوں کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے سماج کے لیے مشعل راہ بنے جو ایک چراغ کی طرح جلتے رہے اور اپنے چاہنے والوں کو اپنے نور کی کرنوں سے منور کرتے رہے۔"

آپ مزید فرماتے ہیں: "میں نے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو کھویا ہے لیکن مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اسلام کے دامن میں اتنے عظیم اور بہادر جوان کل بھی موجود تھے اور آج بھی ہیں قوت بیان، طہارت روح اور ایمان کی طاقت میں مطہری رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ لیکن ان کا برا چاہنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے چلے جانے سے ان کی اسلامی اور فلسفی شخصیت ختم نہیں ہو جائے گی۔

اشراق پبلیکیشنز جموں وکشمیر نے آپ کے افکار کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کی غرض سے نیز علمی حلقے بالخصوص کالج اور یونیورسٹیز کے طالب علموں کو زندہ دل او ربیدار افکار سے آگاہی کے واسطے اس فکری مجموعہ "چہل چراغ حکمت" کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی مساعی جمیلہ کی ہے تاکہ آنے والی نسل، دشمنان دین وایمان کے مقابل میں علمی و فکری اسلحہ سے آراستہ ہو اور انکے اندر امت مسلمہ کو صحیح راہبری اور فکر و عمل کے بحران میں درست اور بروقت مدیریت کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

بنابر این اشراق پبلیکیشنز جموں وکشمیر ان تمام طالب علم، علماء، مترجمین، اور اشاعت میں تعاون کرنے والے جملۂ مومنین کی شکر گزار ہے جنھوں نے اس علمی اور فکری خزانے کو نسل جوان تک پہنچانے میں مخلصانہ تعاون کیا ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کا سبب بن جائے۔

مظفر حسین بٹ
اشراق پبلیکیشنز جموں وکشمیر

تمہید

شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی نوجوانی کے زمانے سے ہی فلاسفہ اور فلسفہ سے دلچسپی تھی کہ جب وہ حوزہ علمیہ مشہد میں تعلیم حاصل کررہے تھے، اس وقت ان کی عُمر پندرہ سال تھی، اسی زمانے سے شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے فقہاء، فلاسفہ، سائنسدانوں اور مخترعین کو بہت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ ایسی شخصیات کو میدان علم و معرفت کی وادی کا ہیرو مانتے تھے۔

جب شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ حوزہ علمیہ قم آئے تو اس وقت بھی انھیں بہت شدت کے ساتھ فلسفہ خوانی کا شوق تھا اور انھوں نے اپنا ہدف امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساتذہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کرنے سے پالیا اور ان بزرگ شخصیات سے فقہ واصول جیسے علوم سیکھنے کے ساتھ ساتھ فلسفی معارف سے بھی سیراب ہوئے۔

شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفہ پڑھا پھر فلسفہ سمجھا اور آخر کار فلسفیانہ سوچ و فکر کے کمال سے آراستہ ہوئے اور آپ کا شمار اپنے زمانے کے بہترین فلسفی شخصیات میں ہونے لگا مگر اس زمانے میں دینی علمی مدارس میں فقہاء فلسفہ اور فلاسفہ کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے اور اسی وجہ سے شہید بھی بے مہری کا شکار ہوئے جس کی وجہ سے آپ کو حوزہ علمیہ سے یونیورسٹی کا رُخ کرنا پڑا اور شاید یہ بہتر ہی ہوا کیونکہ جو خدمات شہید نے یونیورسٹی میں انجام دیں وہ شائد حوزہ میں انجام نہ دے پاتے۔

شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ سن ۱۳۳۰ شمسی بمطابق 1952 عیسوی کی دھائی میں مغربی

میٹریالسٹی فلسفہ سے آشنا ہوئے کہ آپ اپنی کتاب " علل گرایش بہ مادیگری" میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے ۱۳۲۳ سے ۱۳۲۵ کے عرصے میں میٹریالسٹی فلاسفہ کی کتابیں مطالعہ کی ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے میٹریالسٹوں کے عقائد و نظریات کو پڑھنے اور سمجھنے کا شدید شوق تھا اور پہلے شہید جن کتابوں کے توسط میٹریالسٹی آراء و نظریات سے آشنا ہوئے وہ کتابیں "حزب تودہ" کی جانب سے فارسی میں ترجمہ ہوئی تھیں یا مصریوں کے توسط عربی میں ترجمہ ہوئی تھیں۔

انہی ایام میں کہ جب شہید میٹریالسٹی فلسفی نظریات کا مطالعہ کر رہے تھے علامہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن سینا کا فلسفہ تدریس کر رہے تھے اور اس وقت انکی کوئی شہرت نہیں تھی مگر شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ ان کے دروس میں شرکت کرتے تھے اور اسی طرح شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دروس میں بھی شرکت کی کہ جن میں علامہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ میٹریالسٹی فلسفہ بیان کرتے اور اسے ردّ کرتے تھے اور ان دروس کا ماحصل ان کی کتاب " فلسفہ وروش فلسفہ ریالیسم" ہے کہ جسے بعد میں خود شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی شرح و تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کتاب نے بہت اچھی طرح میٹریالسٹی فلسفہ کے بے بنیاد ہونے کو ثابت کیا ہے۔

شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تھا کہ مغربی فلاسفہ حکمت الٰہی میں بہت عقب ماندہ ہیں اور ان کے فلسفہ میں جو مفاہیم اور مسائل بڑی شدّ و مدّ سے پیش کئے جاتے ہیں وہ اسلامی فلسفہ کے ابتدائی ترین مسائل ہیں، بقول شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کے مغربی فلسفہ میں بہت ہی مضحکہ خیز مطالب دیکھنے کو ملتے ہیں کہ جو ان کی نگاہوں میں بہت بڑے بڑے فلاسفہ کے دقیق نظریات گنے جاتے ہیں اور کبھی تو لگتا ہے کہ وہ فلسفی معیارات کی ناپختگی کی وجہ سے الٰہی مسائل میں حیرت زدہ اور پریشان ہو جاتے ہیں!

شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کی مادی اور میٹریالسٹی فلسفہ کے بارے میں جانچ پڑتال ایک متألہ اور موّحد ہونے کے ناطے سے ہے اور اس فلسفے پر ان کی تنقید کی روش کاملاً فلسفیانہ قواعد کے مطابق ہے وہ تنقید کرتے ہوئے علمی اور فلسفی میدان سے باہر نہیں جاتے۔

جن منابع اور کتب سے شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ نے مغربی اور میٹریالسٹی فلسفہ سمجھا یا

مطالعہ کیا وہ فارسی زبان میں ترجمہ ہونے والی کتابیں تھیں مانند سیر حکمت در اروپا، ترجمہ محمد علی فروغی اور فلسفہ ہگل، ترجمہ حمید عنایت اور شہید ایسی کتابوں میں محدود رہے مگر شہید کی ذہنی ورزیدگی اور فلسفیانہ سوچ اس نقص کا جبران کرتی ہے کیونکہ جن لوگوں نے ان کے ساتھ فلسفی کام کیا ہے ان کے بقول شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ انہی ترجموں کے توسط مغربی فلسفہ کے سرچشمہ تک پہنچے ہیں اور اس طرح ہوشیاری، ظرافت اور باریک بینی سے مغربی فلاسفہ سے آشنا تھے کہ ان کے نظریات کو تنقید کا نشانہ بناتے تھے اور شہید کی کتابوں میں بہت ہی قابل ملاحظہ بحثیں ان کی زمانہ قدیم اور زمانہ حاضر کے فلاسفہ کے افکار کے ردّ کے بارے میں ہیں۔[1]

البتہ شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ ایسے زمانے میں تھے کہ اس وقت بہت سے بحثیں کہ جو اِس دور میں درپیش ہیں لیکن اُس وقت میں درپیش نہیں تھیں لہٰذا ہماری یہ توقع نہیں ہونی چاہیے کہ دورِ حاضر کی تمام ابحاث کو شہید کے آثار میں تلاش کریں۔

الخضر یہ کہ شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ مغرب زمین کے الٰہی فلسفی نظام کو ناتواں سمجھتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ مغربی فلاسفہ کے فلسفی معیارات ناپختہ ہیں جس کی وجہ سے وہ کسی ایسے مضبوط عقلی اور فلسفی مکتب کی بنیاد رکھنے سے قاصر رہے ہیں کہ جو جدید علوم سے سازگار ہو۔

مغربی فلسفہ؛ علت اوّل،[2] مادے کی ازلیت،[3] معلول کا علت کی طرف محتاج ہونے کا معیار،[4] خدا،[5] خلقت کی حقیقت،[6] علتِ غائی جیسے مفاہیم میں بلکل حیرت و سرگردانی کا شکار رہا ہے اور رہے اور ان موضوعات پر مغربی فلاسفہ کوئی عقل پسند تحلیل پیش نہیں کرسکتے۔

۱۔ تفکر فلسفی غرب از منظر استاد مطہری، علی دژکام.

۲۔ مجموعہ آثار، ج۱، ص ۴۹۲، ج ۱۳، ص ۲۲۵.

۳۔ سابقہ حوالہ، ج۱، ص ۵۲۴.

۴۔ سابقہ حوالہ، ج۱، ص ۱۶۴.

۵۔ سابقہ حوالہ، ج۱، ص ۵۲۵.

۶۔ سابقہ حوالہ، ج۱، ص۵۳۱.

اگرچہ شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ نے قدیم فلسفی اصولوں میں سے کسی قاعدے کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی اسلامی فلسفے میں کسی نئے ضابطے کا اضافہ کیا ہے لیکن محض شرح و وضاحت پر بھی اکتفاء نہیں کیا بلکہ شہید ایسے شارح تھے کہ جو ہر مسئلے کا تنقیدی جائزہ لیتے تھے اسی وجہ سے فلسفی مسائل پر بہت ہی بنیادی سوالات اٹھائے ہیں اور ملاصدرا، بو علی سینا اور شیخ اشراق پر کتنے ہی اعتراضات کئے ہیں البتہ اکثر موارد میں ان کے نظریات کو تکمیل کیا ہے اور نئے انداز سے پیش کیا ہے شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کی فلسفیانہ گفتگو اور فلسفیانہ نظریات میں اپنی خاص روش اور طریقہ کار تھا کہ جسے بیان کرنے کے لئے جُدا تحقیق کی ضرورت ہے۔

چونکہ مورد نظر موضوع " شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے اسلامی فلسفہ کی تبیین اور مغربی فلسفے کی تنقید " ایک طرف بہت وسیع موضوع ہے اور دوسری جانب اس میدان میں بہت عمیق فلسفی موضوعات بیان ہوئے ہیں تو واضح ہے کہ چند صفحات میں اور وہ بھی جوان مخاطب کے لئے سب کچھ بیان کرنا دشوار ہے۔

مؤلف نے کوشش کی ہے کہ پہلی اور دوسری فصل میں اسلامی فلسفہ کا مختصر تعارف اور فلسفہ کا علم کلام، عرفان اور دین سے ارتباط بیان کیا جائے اور شہید مطہری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو نمایاں کیا جائے اور تیسری فصل میں مغربی فلسفہ کو تین شعبہ جات؛ معرفت شناسی، فلسفہ مضاف اور دینی فلسفی ادبیات کو بیان کیا جائے۔